جہنم ایک اصلاحی ادارہ ہے، اصلاح کے بعد سارے لوگ وہاں سے نکال لئے جائیں گے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۸؍مارچ ۱۹۷۷ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

قرآن کریم کی تعلیم کی روشنی میں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کریم کی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات کی جو تفسیر اور شرح کی ہے اس کی روشنی میں ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ جہنم ایک اصلاحی ادارہ ہے یعنی جو اس کے مستحق ٹھہرائے جائیں گے وہ ہمیشہ کے لئے اس میں نہیں رہیں گے بلکہ جوں جوں ان کی سزا پوری ہوتی جائے گی اور اصلاح مکمل ہوتی جائے گی وہ جہنم سے نکالے جائیں گے اور خدا انہیں اپنی جنت میں داخل کرے گا۔ اللہ محفوظ رکھے اگر ہم سوچیں تو جہنم کی تو ایک گھڑی بھی قابل برداشت نہیں ہے بہرحال یہ ہمارا عقیدہ اور ایمان ہے۔

میں اس لئے اس بات سے اپنے خطبہ کو شروع کر رہا ہوں کہ چند دن ہوئے ایک دوست جو احمدی نہیں تھے مجھے ملنے آئے اور انہوں نے ایک بات یہ پوچھی کہ آپ احمدی لوگ یہ عقیدہ کیوں رکھتے ہیں کہ اصلاح کے بعد جہنم سے سارے لوگ نکال لئے جائیں گے اور یہ گویا ایک بہت بڑا اعتراض ان کے دماغ میں جماعت احمدیہ کے خلاف تھا۔ خیر میں نے انہیں اپنے رنگ میں سمجھایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ جہنم کے دروازے ہوا سے ہلیں گے۔ جب کسی عمارت کی ضرورت نہ رہے تو ہمیں سمجھانے کے لئے تمثیلی زبان میں

اس طرح بات کی جاتی ہے، نہ وہاں کوئی دربان ہوگا نہ تالے لگے ہوں گے کہ کوئی باہر نہ نکلے کیونکہ وہاں کوئی ہوگا ہی نہیں۔ سارے اپنی سزا بھگت کر اور اپنے گناہوں کا کفارہ ادا کر کے اور اصلاح ہو جانے کے بعد اس مقام کو چھوڑ کر خدا تعالیٰ کی جنتوں میں داخل ہو چکے ہوں گے۔

قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ انسان بڑے ہوں یا چھوٹے سب کو اس غرض سے پیدا کیا گیا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی عبادت کریں اور خدا تعالیٰ کی عبادت کے نتیجہ میں اس کے عبد بن کر اس کی رضا کو حاصل کرنے والے ہوں۔ اگر ابدی جہنم کا تصور ہو (جو ہمارے نزدیک غلط ہے) تو یہ مقصد کہ ہر انسان کو، ہر فرد واحد کو اس غرض کیلئے پیدا کیا گیا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کا عبد بن کر اس کی رضا کو حاصل کرے یہ مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ انسان نے بہر حال خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنا ہے اسی غرض کے لئے اسی مقصد کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس کو پیدا کیا ہے خواہ وہ ذاتی محبت کے نتیجہ میں اس دنیا میں خدا کی راہ میں قربانیاں کرنے والا ہو اور دنیا اس کی زندگی جو ایک جہنم بنا دے تو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے وہ خوشی اور بشاشت سے اس دنیوی جہنم کو قبول کرنے والا ہو خواہ وہ اس دنیا میں خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانیاں کرنے والا ہو اور خود اپنے لئے تکلیف کے سامان پیدا کرنے والا ہو، جس کو دنیا تکلیف سمجھتی ہے وہ خود تو ایسا نہیں سمجھتا مثلاً راتوں کو اٹھ کے خدا تعالیٰ کی عبادت کرنا، اسراف نہ کرنا، خدا تعالیٰ کے بندوں کی خیر خواہی میں تکالیف کا برداشت کرنا، جو مال وہ اپنے پر خرچ کر سکتا ہے اس مالِ حلال کو اپنے پہ خرچ نہ کرنا بلکہ اپنے بھائیوں پر خرچ کر دینا یا دنیا کی فلاح اور بہبود کے لئے اسے خرچ کرنا، ان لوگوں کے لئے بھی اپنے دل میں تڑپ رکھنا اور سوز رکھنا کہ جن کا اس سے بظاہر دور کا بھی واسطہ نہیں جیسا کہ ہر احمدی کا دل تکلیف برداشت کرتا ہے اگر امریکہ کا انسان تکلیف میں ہو اور اسے اس کا علم ہو جائے یا افریقہ کا انسان تکلیف میں ہو اور اس کا اسے علم ہو جائے۔ غرض کسی کو اس دنیا میں اس زندگی میں تکالیف کا، عذاب کا، دکھ کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور اس طرح پر انسان اپنے گناہ سے پاک اور صاف ہو کر مرنے کے بعد خدا تعالیٰ کے حضور چلا جاتا ہے اور اصل بات یہ ہے کہ خدا کی رحمت اس کو ڈھانک لیتی ہے کیونکہ اس کے فضل اور اس کی رحمت کے بغیر تو کوئی شخص جنت میں داخل نہیں ہوتا۔

اور جو لوگ خدا سے دُوری اختیار کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی معرفت انہیں حاصل نہیں،

جس مقصد کے لئے انہیں پیدا کیا گیا ہے اسے وہ پہچانتے نہیں، جن راہوں سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے ان راہوں سے وہ بے خبر ہیں اور ان کا وہ انجام نہیں ہوتا جس انجام کے لئے انہیں پیدا کیا گیا ہے ان کی اصلاح کی خاطر اللہ تعالیٰ نے جہنم کو پیدا کیا ہے۔

استغفار کرنا چاہیئے اور دعائیں کرنی چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ کا ایک لحظہ، ایک گھڑی کا قہر بھی کسی کے مقدر میں نہ ہو۔لیکن ایسے لوگ ہیں ان کو اللہ تعالیٰ ان کی اصلاح کی خاطر جہنم میں رکھتا ہے پھر جب ان کی اصلاح ہو جاتی ہے تو وہ خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرتے ہیں کیونکہ گناہ کا اثر زائل ہو جانے والا ہے اور جو نیکیاں ہیں ان کا اثر دائم رہتا ہے۔خدا تعالیٰ نے یہ قانون بنایا ہے ورنہ اس محدود زندگی میں انتہائی نیکیاں کرنے والے کی نیکیاں بھی اتنی تو نہیں ہو سکتیں کہ ابدالآباد تک کے لئے اللہ تعالیٰ اسے اپنی رضا کی جنتوں میں داخل رکھے۔ یہ تو اس کے فضل سے ہی ہو سکتا ہے اور اس کے فضل سے ہی ہوتا ہے۔ بہر حال جب گناہ صاف ہو جائیں تو ہر انسان کے اندر شرافت اور نیکی کی جو ایک جڑ ہے ظاہر ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ اپنی رحمت سے اس کو ایسا بنا دیتا ہے کہ وہ اس کی جنتوں میں داخل ہو اور اس کے پیار سے حصہ لے۔

خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں بتایا ہے کہ رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ (الاعراف:۱۵۷) میری رحمت نے ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے اس کی وسعت سے کوئی چیز باہر نہیں۔ پس انسان کے ساتھ، مخلوق کے ساتھ خدا تعالیٰ کا جو تعلق ہے وہ رحمت کی بنیاد پر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی جو صفات قرآن کریم میں بیان ہوئی ہیں جن کی ہمیں تعلیم دی گئی ہے ان میں سے بعض صفات ایسی بھی ہیں جن کا ناراضگی کے ساتھ تعلق ہے لیکن وہ بھی رحمت ہی کا حصہ ہیں کیونکہ اس دنیا میں خدا تعالیٰ کی ناراضگی بہتوں کے لئے اصلاح کا نتیجہ پیدا کرتی ہے اور بہتوں کیلئے جو باقی رہ جاتے ہیں جن کے لئے اِس دنیا میں نہیں کرتی ان کے لئے اُس دنیا میں اصلاح کا نتیجہ پیدا کرتی ہے اس واسطے وہ رحمت ہی کا ایک حصہ ہے۔ جس طرح بھیڑیں چرانے والا اس بھیڑ کو جو اِدھر اُدھر ہو جاتی ہے ڈانٹ کی آواز نکال کر یا اپنی سوٹی دکھا کر اس راستے پر لے آتا ہے جس پر وہ اپنے گلے کو چرانا چاہتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ کے کامل مظہر تھے۔ ہر نبی اور مامور اور وہ نیک بندے جن سے اللہ تعالیٰ کام لیتا ہے وہ اس کی رحمت کے جلوے ہی ظاہر

کرنے والے ہوتے ہیں لیکن رحمت رحمت میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ایک رحمت وہ ہے جو صرف یہود کے قبائل کے لئے تھی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شکل میں دنیا پر ظاہر ہوئی۔ایک رحمت وہ ہے جو دوسرے انبیاء کی شکل میں ظاہر ہوئی یعنی خدا تعالیٰ کی رحمت کا ایک محدود جلوہ انہوں نے جذب کیا اور وہ افریقہ میں بسنے والے انسانوں کی ہدایت اور راہنمائی کا موجب بنے اور انہوں نے ان کی خدمت کی اور ان کی خیر خواہی میں اپنی زندگی کو خرچ کیا اور ایک ایسی جماعت پیدا کر دی جو اس علاقے کی خیر خواہی کے لئے تیار کی گئی تھی لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ہیں۔کسی ایک علاقے یا کسی ایک زمانے سے آپ کا تعلق نہیں۔آپ کامل مظہر ہیں اس خدا کے جس کی رحمت کے احاطہ سے کوئی چیز باہر نہیں۔آپ کی زندگی کا جب ہم مطالعہ کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ عجیب عظمت والا یہ محسن اور صاحبِ رحمت انسان ہے کہ انسان تو انسان کتوں اور بلیوں کے لئے بھی رحمت کی تعلیم دینے والا ہے جن پرندوں کو انسان کی خدمت کے لئے اس غرض سے پیدا کیا گیا تھا کہ وہ ذبح کئے جائیں یا شکار کئے جائیں اور انسان انہیں کھائے ان کے متعلق بھی رحمت کی تعلیم دی کہ دکھ دے کر ذبح نہیں کرنا اور شکار ضرورت سے زیادہ نہیں کرنا۔دنیا میں ایسے شکار کرنے والے بھی پیدا ہوئے ہیں کہ اگر دس پرندوں کی ضرورت ہے تو وہ سینکڑوں بلکہ بعض دفعہ ہزاروں پرندے مارنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ضرورت سے زیادہ نہیں مارنے کیونکہ تمہیں کھانے کی اجازت دی گئی ہے تمہیں تباہ کرنے اور ہلاک کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔خدا تعالیٰ نے تمہیں ایسی کوئی اجازت نہیں دی تم اس کے مجرم ہوگے اگر ایسا کرو گے۔گھر میں پالتو مرغیاں ہوتی ہیں۔آپ نے دیکھا ہوگا خصوصاً گاؤں میں کہ اگر کسی کے ہاں مہمان آ جائے تو بعض دفعہ سارا گھر ہی دوڑا پھرتا ہے ایک مرغی کو پکڑنے کے لئے اچھا خاصہ ہنگامہ ہوتا ہے۔بعض لوگوں کے گھر میں بندوق بھی ہوتی ہوگی جس سے وہ شکار کر سکتے ہیں لیکن حکم یہ دیا کہ پالتو جانور کو تیر سے یا کسی اور شکار کرنے والے ہتھیار سے (وہ سب اس کے اندر آ جاتے ہیں) نہیں مارنا کیونکہ اگر مثلاً تیر کے ذریعہ اس کو بیس گز سے مارا تو بیس گز چل کر اس کے پاس ذبح کرنے کے لئے پہنچنے میں نصف منٹ لگے گا اور یہ نصف منٹ اس جانور کو دکھ میں گزارنا پڑا۔اس دکھ سے آپ نے اس کی حفاظت کی۔آدھا منٹ، بیس گز پر وہ

آدھے منٹ میں پہنچ جائے گا۔ نصف منٹ بھی آپ نے اس جانور کو دکھ میں دیکھنا پسند نہیں کیا جس کے کھانے کی اجازت ہے۔ اس واسطے کہا کہ اس کو پکڑو اور ذبح کرو۔ ذبح کرتے وقت تو ایک سیکنڈ میں تکلیف کا احساس غائب ہو جاتا ہے جس طرح ہمیں ذبح کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس سے شاید تکلیف ہوتی ہی نہ ہو۔ پھر جو جانور نہیں مثلاً درخت ہیں ان کے اندر اپنا ایک زندگی کا احساس ہے، ان کو بغیر ضرورت کے کاٹنے کی اجازت نہیں۔ اب ہم بعض دفعہ یہ حسین اور محسن تعلیم بھول جاتے ہیں۔ پس بغیر ضرورت کے درخت کاٹنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ ہر چیز جمادات نباتات وغیرہ ہر ایک کے متعلق اسلام کی تعلیم ہے اور اس کے استعمال کو محدود کیا گیا ہے۔ قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ ہر چیز کو ہم نے انسان کی خدمت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اس حد تک اس کو استعمال کرنے کی اجازت ہے جس حد تک وہ خدمت کر رہی ہو۔ مثلاً اس وقت امریکہ اتنا امیر ملک ہے کہ بعض دفعہ اخباروں میں یہ آجاتا ہے کہ اس کی رکابیوں میں، پلیٹوں میں بچا ہوا کھانا اتنا ہے کہ جو بڑے بڑے ملکوں کی ایک وقت کی غذا پوری کر دیتا ہے۔ اسلام نے اس کی اجازت نہیں دی۔ اسلام نے یہ کہا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ اپنی پلیٹ میں اتنا ڈالو جتنا ختم کر لو۔ ایک لقمہ بھی سالن کا یا کسی اور کھانے والی چیز کا پلیٹ میں نہ بچے۔ اس واسطے کہ جو سالن پک گیا ہے اگر وہ بچ جائے گا تو کسی انسان کے کام آجائے گا۔ اس کی اجازت دی گئی ہے۔ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ (الجاثیہ:۱۴) میں لیکن ضیاع کی اجازت نہیں دی گئی۔ عرب میں بھی دستور تھا کہ ایک اونٹ کو ذبح کرنے کی ضرورت ہوتی تو بڑے فخر کے ساتھ دس ذبح کر دیتے صرف اپنی یہ شان ظاہر کرنے کے لئے کہ جی ہمارے پاس اتنی دولت ہے اونٹوں کی شکل میں ہمیں کوئی پرواہ ہی نہیں۔ اسلام نے اس سے بھی منع کیا ہے۔ پس یہ عظمت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ زندگی کے ہر پہلو کے متعلق آپ نے تعلیم دی۔ جن چیزوں کا تعلق بطور خادم انسان کے ساتھ تھا ان میں شکرگزار بندے ہونے کی حدود قائم کیں کہ اگر ان حدود سے باہر نکلو گے تو خدا تعالیٰ کے ناشکرے ہو گے۔ اسراف سے منع کیا۔ کھانے میں بھی اسراف سے منع کیا اور انسان کو طیب کی طرف توجہ دلائی۔ اس کا میرے مضمون سے براہ راست تعلق نہیں میں ویسے ہی بتا رہا ہوں۔ اُس وقت کھانے کا جو علم تھا وہ لوگ ان چیزوں

کو سمجھ ہی نہیں سکتے تھے اب جو انسانی علم نے ترقی کی ہے تو ہمیں پتہ لگ رہا ہے کہ ہر انسان کے لئے اس کے جسم کے مناسبِ حال ایک غذا ہے۔ ایک تو انسان کی نوع کے لئے ایک مناسبِ حال غذا ہے اور جو مناسبِ حال نہیں اس سے منع کر دیا مثلاً سؤر نہ کھاؤ تمہارے مناسبِ حال نہیں لیکن جو نوعِ انسانی کے لئے مناسبِ حال غذا ہے اس کی آگے بے شمار قسمیں ہیں ان کے بارے میں بھی تعلیم دی اور ساتھ یہ تعلیم بھی دی کہ ضیاع نہیں کرنا، غلط استعمال نہیں کرنا کیونکہ اس میں دونوں طرف کا نقصان ہے۔ وہ چیز بھی ضائع جائے گی اور تمہاری صحت پر بھی اس کا بُرا اثر پڑے گا۔

ہر دو جہان کے لئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمت ہیں۔ محض انسان کے لئے نہیں بلکہ ہر دو جہان کے لئے آپ کا وجود رحمت ہے اور ہمیں یہ کہا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی اور آپ کے سارے ارشادات کی، جو کہ قرآن کریم کی تفسیر ہیں، ہم اتباع کرنے والے ہوں۔ خدا تعالیٰ کی محبت کو پانے کے لئے یہ ضروری قرار دیا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ کی رضا کو پانے کے لئے، اس کے قرب کے حصول کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسوہ بنایا گیا ہے آپ کو بطور اسوہ کے قائم کیا گیا ہے لیکن دنیا کی اکثریت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عظمت سے ناواقف ہے اور ہمارے ایمان کے مطابق آج جماعت احمدیہ کو اس لئے قائم کیا گیا ہے کہ یہ جماعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر چل کر، اس رحمت کا دنیا کے سامنے مظاہرہ کر کے، اس رحمت کو دنیا کے سامنے بیان کر کے، اس رحمت کے مطابق عمل کر کے دنیا کو اسلام کی طرف لے کر آئے، یہ بڑی ذمہ داری ہے۔ کوئی بات بھی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی معمولی اور غیر اہم نہیں مثلاً یہ عقیدہ جو کہ میں نے شروع میں بیان کیا تھا کہ ایک وقت میں جہنم بھی خالی ہو جائے گی یہ محض ایک فلسفیانہ عقیدہ نہیں بلکہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے خدا تعالیٰ کی منشاء اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو تعلیم لے کر آئے اس کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔ وہ اور ہوں گے مذاہب! جنہوں نے اس حقیقت کو نہیں پہچانا لیکن ایک مسلمان جو قرآن کریم پر غور کرنے والا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور آپ کے اُسوہ کو اپنی نظر کے سامنے رکھنے والا ہے وہ یہ جانتا ہے کہ یہ صداقتیں بڑے گہرے اثر رکھنے والی ہیں اور ان کے بغیر ہم دنیا کو اس پاک اور مقدس نبیؐ، اس رَحۡمَۃٌ لِّلۡعٰلَمِیۡنَ کے جھنڈے تلے جمع نہیں کر سکتے۔ پس

ہمارے چھوٹوں اور ہمارے بڑوں، ہمارے مردوں اور ہماری عورتوں سب کا یہ فرض ہے کہ یہ باتیں دہراتے رہیں۔ ذَکِّرْ کے حکم کے ماتحت ایک دوسرے کو یاددہانی کرائیں اور ہمارے عالم ان چیزوں کو اپنی تقریروں میں بیان کریں اور ان پر مضمون لکھیں، عمل اور جذبہ کے ساتھ۔

جہاں تک میرے دل کا جذبہ اور احساس ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہر احمدی کا بھی جو یہاں پاکستان میں رہنے والا ہے یہی حال ہوگا۔ میں عام طور پر پاکستان میں ہی رہتا ہوں کبھی کبھی دورے پر باہر نکلتا ہوں۔ اگر کسی شخص کو افریقہ میں تکلیف پہنچ رہی ہو تو میرے دل میں ویسے ہی دکھ کا احساس پیدا ہوتا ہے جس طرح کہ میرے گھر کے کسی فرد کو تکلیف پہنچے تو ہوتا ہے۔ ان میں مَیں کوئی فرق نہیں محسوس کرتا۔ بیرونِ پاکستان سے اپنی تکالیف بیان کر کے ان کے لئے جو لوگ دعاؤں کے خطوط لکھتے ہیں ان میں صرف احمدی مسلمان ہی نہیں ہوتے یا صرف دوسرے فرقوں کے مسلمان ہی نہیں ہوتے بلکہ ایک عیسائی بھی کہتا ہے کہ میں عیسائی ہوں مجھے یہ دکھ ہے، میں اس تکلیف میں مبتلا ہوں میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میرے دکھ کو دور کرے۔ چنانچہ میں خدا سے کہتا ہوں کہ اے خدا! نہ میں اسے جانتا ہوں نہ یہ مجھے جانتا ہے پر میری یہ خواہش ہے کہ یہ تجھے پہچان لے اس واسطے تو اس کے دکھ کو دور کرتا کہ اس طرح اس کو معلوم ہو کہ ایک متصرف بالا رادہ اور قادرِ مطلق ہستی ہے جس کی حکومت اس یونیورس (Universe) اس عالمین میں قائم ہے اور اللہ تعالیٰ ان دعاؤں کو قبول کرتا ہے اور ساری دنیا میں اپنے نشانات ظاہر کر رہا ہے اسلئے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور عظمت دنیا کے دل میں بیٹھے۔ میں اور آپ ہم سب تو خادم ہیں، ادنیٰ خادم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ لیکن ان ادنیٰ خادموں کے کندھوں پر یہ ذمہ داری ڈالی گئی ہے کہ نوعِ انسان کا دل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جیتا جائے اور اس طرح پر رحمۃ للعالمین کی حقیقت دنیا پر ظاہر ہو ساری دنیا یہ محسوس کرے کہ اس رحمت سے ہم فائدہ حاصل کر رہے ہیں، اس نعمت سے ہمیں بہت سکھ پہنچ رہا ہے اور اس کی وجہ سے ہم بہت سے دکھوں سے نجات حاصل کر چکے ہیں۔

خدا کرے کہ ہم سب اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے والے اور خدا کے حضور سرخرو ہونے والے ہوں۔ (روزنامہ الفضل ربوہ ۴؍مئی ۱۹۷۷ء صفحہ ۲ تا ۴)